

فیض عالم



حضرت علامہ ابوالصالح مفتی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فیض احمد اویسی رضوی

حضرت علامہ مفتی عطاء الرسول اویسی

حضرت علامہ مفتی فیاض احمد اویسی

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم یادگار جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور جہاں سے گذشتہ نصف صدی سے عشق رسول ﷺ کی خیرات تقسیم ہو رہی ہے جامعہ میں اسلامیہ، عربیہ قدیم و جدید علوم پڑھائے جا رہے ہیں۔ طلباء کو نماز باجماعت کے ساتھ ذکر و اذکار کی پابندی کرائی جاتی ہے۔ طالبات کے لیے شعبہ ناظرہ، حفظ، تجوید، درس نظامی کا علیحدہ باپردہ کلاس روم کا انتظام ہے۔

ادارہ کے ملحق اہلسنت کی عظیم جامع سیرانی مسجد ہے جس کی تعمیر نو تین منزلیں مکمل ہوئیں جہاں ہزاروں نمازیوں کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے مسجد شریف کا گنبد جگمگ کر کے اہل ایمان کو یاد دینے کا خوبصورت منظر پیش کر رہا ہے۔ آپ کے ادارہ کے فضلاء دنیا کے بیشتر ممالک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ادارہ کا ماہانہ خرچہ لاکھوں روپے ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنے صدقات، خیرات و عطیات، زکوٰۃ میں سے جامعہ میں زیر تعلیم مستحق طلباء کے لیے ضرور حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں۔

عطیات آن لائن بھیجنے کی صورت میں بنام جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور مسلم کمرشل بینک عید گاہ براچی بہاولپور اکاؤنٹ نمبر یہ ہے 2-1328-02-01-1136 ناظم اعلیٰ جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور۔

نہایت ہی اہم اور ضروری اعلان

ہمارے حضور قبلہ و کعبہ سیدی و سندی مولائی حضرت والد گرامی مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ العزیز کی تالیفات / تصانیف کتب و رسائل جو اشاعتی ادارے چھاپ رہے ہیں۔ انہیں بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے اب وہ جو بھی کتاب یا رسالہ شائع کریں، ہمیں اطلاع ضرور کریں تاکہ اس کتاب / رسالہ کے مضامین کی حضرت قبلہ کی لائبریری میں موجود مسودہ کے ساتھ مطابقت ہو بسا اوقات کتاب / رسالہ میں ایسا مواد شامل کر دیا جاتا ہے جو مصنف کی تحقیق کے خلاف ہوتا ہے جو کہ خیانت کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ میں ایک بہت بڑے فتنہ کا موجب بن سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی کتاب / رسالہ بیک وقت کئی ادارے شائع کر دیتے ہیں۔ ہمیں اطلاع کا فائدہ یہ ہوگا ایک کتاب / رسالہ ایک وقت میں ایک ادارہ شائع کر سکے گا۔ نیز اشاعتی اداروں سے گزارش ہے کہ شائع شدہ کتب و رسائل کو بار بار چھاپنے کے بجائے غیر مطبوعہ مسودہ جات ہم سے طلب کر کے شائع کریں تاکہ وہ علمی جواہر پارے عوام و خواص تک جلد از جلد پہنچ سکیں جو اشاعت کے انتظار میں الماریوں میں پڑے ہیں۔

اطلاع کنندگان محمد عطاء الرسول اویسی 03006843281

محمد فیاض احمد اویسی 03006821704 محمد ریاض احمد اویسی - 03009684391

علم قابل فخر ہے اور نسب پرستی تکبر ہے

افاضات: حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ العزیز

بسم الله والصلوة والسلام على رسولہ الكريم اما بعد

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے

نسب پرستی: ہمارے دور میں یہ مرض اکثر قلوب پر حاوی ہے کہ علم و عمل اور تقویٰ کی کوئی قدر نہیں لیکن نسب اور

زر و دولت کی بڑی قدر و منزلت ہے شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی الجامع الصحیح (بخاری شریف) میں باب اِمَامَةِ

النَّبِيِّ وَالْمَوْلَى مَطْلُوعٌ غلام اور آزاد کردہ غلام کی امامت کا ذکر اسی مرض کے ازالہ کیلئے باندھا ہے۔ ہم آنکھوں سے دیکھ

رہے ہیں کہ کسی گدی کا کوئی سجادہ نشین یا صاحبزادہ ہو وہ علم و عمل میں نہ صرف کم بلکہ الٹا یعنی علم کے بجائے پرلے درجے کا

جاہل اور عمل میں ابلیس کا دایاں ہاتھ یا کم از کم لیکن عوام میں اعلیٰ شخصیت کی اولاد ہونے کی وجہ سے مقبول بلکہ ان کا سر کا تاج

اور عام برادری بالخصوص غریب طبقہ کا بہت بڑا عالم باعمل اور متقی پرہیزگار ہونڈ کور شخص کے مقابلہ میں اس کی خفت و حقارت

حالانکہ اسلام میں ایسا نہیں اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم، بیشک اللہ کے یہاں تم

میں عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ اس جملہ سے پہلے اسی نسب کا بیان ہے چنانچہ فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا۔

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو

یعنی سب انسانوں کی اصل حضرت آدم علیہ السلام و سیدہ بی بی حواء ہیں اور انکی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب

پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو یعنی انسان کو مختلف نسب و قبیلے بنانا ایک دوسرے کی پہچان کیلئے ہے نہ کہ شخی مارنے اور

اترانے کیلئے پھر آخر میں فرمایا

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔

اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

آیت کا شان نزول بھی اسی تقویٰ اور علم و عمل کی عزت افزائی کے لئے ہے۔

چنانچہ مروی ہے حضور ﷺ بہا زارِ مدینہ میں تشریف لے گئے وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے حضور کے پیچھے بچگانہ نماز سے نہ روکے اُسے ایک شخص نے خرید لیا۔ پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سرکارِ رسولی ﷺ اس کی تیمارداری کیلئے تشریف لے گئے پھر اُسکی وفات ہو گئی تو حضور ﷺ اس کے دفن میں شریک ہوئے اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا انعام اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آئمہ و مشائخ کرام نسب کے لحاظ سے ؟

غور سے دیکھا جائے تو دین کے بڑے بڑے آئمہ و مشائخ اکثر غلام یعنی نسبی لحاظ سے قد آور نہیں علم و عمل نے انہیں قد آور شخصیت بنا دیا۔ اس کے متعلق ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ جسے امام موفق رحمہ اللہ نے ”مناقب الموفق“ میں اور امام کردری رحمہ اللہ نے ”مناقب للکردری“ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت عثمان بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ رصافہ میں ہشام بن عبد الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے پوچھا عطاء بتاؤ ان دنوں اسلامی ممالک میں سب سے بڑا عالم دین کون ہے؟ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے کہ سب سے بلند پایہ عالم دین کون ہے۔ ہشام نے پوچھا اچھا بتاؤ ان دنوں مدینہ میں سب سے بڑا عالم دین کون ہے؟ میں نے کہا حضرت نافع رضی اللہ عنہ (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام) ہشام نے پھر پوچھا کہ اہل مکہ میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے کہا عطاء بن ابی رباح۔ پوچھا کہ یہ غلام ہے یا عربی؟ میں نے کہا یہ ”مولیٰ“ ہے۔ پھر پوچھا اہل یمن میں سے بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے کہا طاؤس بن کیسان۔ پوچھا کہ یہ غلام ہے یا عربی؟ میں نے کہا ”مولیٰ“ انہوں نے پوچھا اہل یمامہ میں بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے بتایا یحییٰ بن ابی کثیر۔ کہا غلام ہے یا عربی؟ میں نے کہا ”مولیٰ“ اس نے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ شام میں بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ مکحول۔ پوچھا یہ عربی ہے یا غلام؟ میں نے بتایا ”مولیٰ“ ہے۔ اس نے پھر پوچھا اہل جزیرہ میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے بتایا میمون بن مہران۔ کہا مولیٰ یا عربی؟ میں نے بتایا ”مولیٰ“ ہے۔ اس نے پوچھا خراسان میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے بتایا کہ الضحاک بن مزاحم۔ پوچھا یہ عربی ہے یا غلام؟ میں نے کہا ”مولیٰ“ ہے۔ پھر پوچھا اہل بصرہ میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے بتایا حسن بصری اور ابن سیرین۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ غلام ہیں یا عربی؟ میں نے بتایا غلام ہیں۔ پھر پوچھا کوفہ میں کون ہے؟ میں عرض کی ابراہیم نخعی پوچھا وہ غلام ہے یا عربی؟ میں نے بتایا عربی ہیں۔ کہنے لگا میری تو جان نکل رہی ہے سب علمائے دین کو غیر عربی ہی بتا رہا ہے صرف ایک عربی ہے۔

بلال الحبشی العبد فاق تقی
احرار صید قریش صفوة العرب
غدا ابو لهب یرمی الی لهب
فیہ غدات حطباً حمالة الحطب

”تقویٰ میں شہرت حاصل کرو اگر تم شہرت یافتہ ہونا چاہتے ہو تمہیں خالص نسب کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ (سیدنا) بلال حبشیؓ غلام تھے مگر تقویٰ سے فائق تھے۔ تمام آزاد خالص عربی قریشیوں سے ابو لہب جہنم میں پھینکا جائیگا اور اس کی بیوی ایندھن کا گٹھا اٹھائے جہنم کا ایندھن بنے گی۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

امام صاحب پر شیعہ نسبى لحاظ سے خوب طعن و تشنیع کرتے ہیں انہیں خصوصیت سے اس مسئلہ پر غور و خوض کرنا چاہئے کیونکہ امام صاحب کا تقویٰ و شرافت علمی ضرب المثل ہے۔ امام الموفق نے فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ تقویٰ، شرافت اور بزرگی کی مثال تھے۔ آپ کی پاکدامنی اور بلند کرداری کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔

نعمان فی ابناء فارس فارس۔ لاسد فی غاب المناقب فارس
العلم لو غدات الثریا بیتہ لاستنزلتہ من الثریا فارس
سبق الخیول عرابہا لکنہ سبق العراب اذا تحارب داحس
بادارساً من دارس علمہ۔ فی عمرہ وهو الرقات الدارس

حضرت نعمان بن ثابتؓ ابنائے فارس میں سے بازی لے جانے والے ہیں۔ مناقب کے جنگل کے شیر ہیں اور شیریں بادشاہ ہوتا ہے۔ اگر علم کا گھر ثریا ہو تو فارس کے نوجوان اسے ثریا کی بلندیوں سے اتار لائیں گے۔ عربی نوجوان میدان جہاد میں دنیا بھر کے شہسواروں سے بازی جیت گئے۔ جب داحس کی جنگ لڑی گئی تو عربی نوجوان ہی فتح یاب ہوئے۔ مگر علمی میدان میں ابنائے فارس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ جو شخص اپنے علم کو اپنی زندگی میں ضائع کر دیتا ہے وہ حقیقت میں ریزہ ریزہ ہو کر مٹ جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ شرافت علمی و تقویٰ کا مقابلہ کوئی نسب نہیں کر سکتا سوائے سادات کرام کے وہ ایک خصوصیت علیحدہ ہے جو نبوت کے تعلق سے خداداد مرتبہ ہے۔ نسب کے بارے میں فقیر کے رسائل ”قومی فخر“ اور ”عظمت سادات“ کا مطالعہ فرمائیے۔

مولانا عبدالاحد صدیقی (لاہور) کے گھر محفل میلاد شریف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان قدس سرہ کے شاگرد و مرید مولانا عبدالاحد صدیقی کے گھر باغبان پورہ لاہور میں مورخہ ۲۴ اپریل اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء محفل میلاد شریف کی تقریب سعید ہوئی جس میں خصوصی خطاب جگر گوشہ فیض ملت صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی نے فرمایا لاہور و قرب و جوار کے علماء کرام نے شرکت کی۔

اذان اور اس کے چند ضروری مسائل

افاضات: حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ العزیز اذان کی ابتداء

احادیث مبارکہ میں ہے کہ اذان کا آغاز مدینہ منورہ میں ہوا لیکن امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ ؑ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی شب معراج اسراپردہ عزت میں حاضری ہوئی جو کہ کبریائے حق کا محل خاص تھا۔ وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل ؑ سے دریافت فرمایا کہ یہ فرشتہ کون ہے۔ جبریل ؑ نے عرض کی قسم اُس خدائے ذوالجلال کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بارگاہ رب العزت میں سب سے زیادہ مقرب بندہ میں ہوں مگر میں نے اس فرشتہ کو اس ساعت سے پہلے جب سے مجھے پیدا کیا ہے نہیں دیکھا۔ پھر اس فرشتہ نے کہا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ پردہ جلال کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے تو نے سچ کہا میں اکبر ہوں۔ اس کے بعد اذان کے بقیہ کلمات کو بیان کیا۔ تحقیق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اذان کے کلمات کو سنا لیکن حکم نہ ہوا کہ ان کلمات اذان کو نماز کیلئے کہا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بغیر اذان کے نماز ادا فرماتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اور یہاں اس بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا بعض نے اذان کو خواب میں سنا تو اس پر وحی آئی کہ ان کلمات کو جو آسمان پر تھے زمین پر ان کو اختیار کرو۔ (مدارج النبوة)

اسلام کا پہلا مؤذن: ان کے علاوہ اذان کے متعلق اور کلمات بھی وارد ہیں علامہ عینی نے شرح بخاری اور علامہ حلبی نے اپنی سیرۃ میں جمع فرمائے ان سب کا خیال یہی ہے کہ اذان کی ابتداء پر سب سے پہلے مؤذن حضرت بلال ہی ؓ ہیں اور یہ انتخاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ہے۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ ؓ نے اپنا خواب سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں

لرؤیا حق ان شاء الله فقم مع بلال فالف عليه ما رأيت فليؤذن به فانه اندى وفى رواية احد صوتا منك اى اعلى وارفع وقيل احسن واغذ (سیرۃ حلبی) یہ خواب ان شاء اللہ تعالیٰ سچا ہے یہی کلمات (حضرت) بلال ؓ کو سکھا دو وہی اذان پڑھیں کیونکہ تم میں سے اونچی آواز والے ہیں بعض نے ان کا معنی اچھی اور پیاری آواز لیا ہے۔ علامہ حلبی نے فرمایا ہے یہ معانی یہاں پر موزون ہیں اس سے ثابت ہوا اسلام میں سب سے پہلے مؤذن حضرت بلال ؓ ہی ہیں۔

سوال: بعض روایات میں ہے کہ سب سے پہلے مؤذن حضرت عبداللہ بن زید ر ؓ ہیں۔ اس کا ذکر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے

جواب: سیرۃ حلبی میں فرمایا ہے کہ یہ اولیت اضافی ہے اس لیے اذان کے کلمات سب سے پہلے حضرت عبداللہ ؓ نے پڑھے اور انہیں بصورت اذان حضرت بلال ؓ نے ادا کیا۔ اس لیے ان دونوں بیانات میں کوئی منافات نہیں۔ سب سے پہلے اذان صبح کے وقت جب حضرت بلال ؓ نے سنا تو خوشی سے دوڑتے ہوئے مسجد نبوی ﷺ میں پہنچے۔

فجر میں الصلاة خیر من النوم

شیعہ کہتے کہ یہ اضافہ حضرت عمر ؓ کا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ یہی کلمات حضرت بلال ؓ کے بڑھائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اذان کے بعد نماز کے وقت حضرت بلال حضور ﷺ کو ”الصلاة الصلاة“ کہہ کر بلاتے۔ ایک صبح کو کہا ”الصلاة خیر من النوم“ جب جواب ملا کہ حضور ﷺ آرام فرما ہیں۔ انہوں نے اسے جبر سے پڑھا (سیرۃ حلبی)

حضرت بلال ؓ کا بطور مؤذن انتخاب کیوں

کتب سیر کے مطالعہ والوں کو معلوم ہے کہ خصوصیت سے اہم اعلانات حضرت بلال ؓ کے ذمہ تھے۔ چنانچہ سیرۃ مصطفیٰ ﷺ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ جب حضور سرور عالم ﷺ نے کسی قسم کا اعلان کرانا چاہا تو اس خدمت کی سرانجامی حضرت بلال ؓ نے دی۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”سیرت بلال“

مؤذن کی حیثیت سے تقرر

مکہ شریف سے ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے حضرت بلال ؓ کا ایک خاص خدمت کے لئے انتخاب کیا مدینہ منورہ میں حالات مکہ سے کہیں بدلے ہوئے تھے۔ یہاں مکہ کی سی بے بسی اور مجبوری نہ تھی۔ بنیادی اصولوں کی تدوین شروع ہو گئی۔ مسجد نبوی تعمیر ہوئی۔ عبادت کو ایک خاص شکل دی گئی۔ نماز کے لئے منادی کا ذریعہ اذان قرار پایا۔ اذان دینے پر مامور ہونا کوئی معمولی شرف نہ تھا اور حضور ﷺ نے یہ شرف حضرت بلال ؓ ہی کو عطا فرمایا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ حضرت

بلال ؓ کی آواز نہایت جاذب اور دلکش ہونے کے علاوہ بہت بلند تھی جب وہ اذان دیتے اور جہاں جہاں تک آواز پہنچتی لوگ بے اختیار اپنے کام کاج چھوڑ کر اذان سننے لگ جاتے (طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث) میں تو یہاں تک روایت ہے کہ مرد، عورتیں اور بچے گویا کشاں کشاں ان کے پاس پہنچتے اور ان کے گرد جمع ہونے لگتے اس کے بعد آستانہ نبوت پر جا کر بصدادب و احترام ”حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح“ کہتے۔ حضور ﷺ تشریف لاتے اور تکبیر کے بعد نماز ہو جاتی۔

اذان کا آغاز: اذان کی مشروعیت سے پہلے ”الصلاة جامعة“ سے پکارا جاتا (یہ الفاظ بھی حضرت بلال ؓ پکارتے تھے) اور اذان کا آغاز مدینہ طیبہ ۱ھ یا ۲ھ میں کیا۔ مشہور یہ ہے کہ تعین نماز کے لئے حضور ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ فرمایا جس کی تفصیل حدیث شریف میں موجود ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ اس کی کون سی صورت اختیار کی جائے۔ کسی نے ناقوس بجانے کا مشورہ دیا جیسا کہ نصاریٰ نماز کے لئے بجاتے ہیں۔ کسی نے کہا یہودی طرح سینگ مٹھوٹا جائے۔ کسی نے کہا کہ کسی بلند جگہ پر آگ روشن کرنی چاہئے۔ اس پر عبد اللہ بن زید ؓ (جنہیں صاحب الاذان کہا جاتا ہے) نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد آسمان سے نیچے اُترا۔ اُس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ ”اے بندہ خدا سے بیچتے ہو“۔ اُس نے پوچھا تم اسے کیا کرو گے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اس سے نماز کے لیے لوگوں کو بلاؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں اس سے بہتر چیز سکھاتا ہوں۔ تو اس نے اللہ اکبر اللہ اکبر آخر تک مخصوص کیفیت کے ساتھ سکھایا اسی طرح اقامت بھی سکھائی۔ جب انہوں نے صبح کی تو اپنا خواب حضور اکرم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا الرؤیا حق ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جاؤ (حضرت) بلال ؓ کو یہ کلمات بتاؤ اس لئے کہ ان کی آواز بلند تر، نرم تر، شیریں تر ہے۔ اور جب حضرت عمر ؓ نے آواز سنی تو دوڑتے ہوئے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے بھی وہی کچھ دیکھا ہے جو عبد اللہ بن زید نے بیان کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا فلیلہ الحمد اگر ایسے ہی ہے تو ان دونوں خوابوں میں موافقت پر اللہ تعالیٰ ہی کو حمد ہے کہ اس نے اپنی طرف سے الہام فرمایا اور صدق و صواب کا راستہ بتایا۔ بعض روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہی خواب دیکھا۔ امام غزالی نے لکھا ہے کہ دس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ چودہ صحابہ نے دیکھا تھا۔ جن میں سے سات صحابہ انصار میں سے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت عمر ؓ بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے تو جواب دینے میں تاخیر فرمائی کیونکہ اس سے قبل اس کی وحی آرہی تھی۔

ہماری اس تقریر بالا سے شیعہ کا اعتراض رفع ہو گیا وہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کی اذان خواب عمر ؓ سے مشروع ہوئی۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کی ابتداء تو شب معراج ہو چکی تھی اس کے بعد پھر خود حضرت عمرؓ کو فرمایا ”سبقك الوحی“ (فتح الباری) تم سے پہلے وحی آچکی ہے اس میں تو حضرت عمرؓ کی فضیلت کا پہلو دکھتا ہے کہ ان کے خواب کی تائید خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی اور رسول اکرم ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی تو اذان مشروعیت قول اللہ قول رسول اللہ ﷺ سے ہوئی بلکہ صحابہ و تابعین و علمائے راہنما نے اس کی مشروعیت کا استدلال آیت قرآنی اِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سے کیا، چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اذان کی فرضیت اس آیت سے ہوئی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اذان کا ذکر فرمایا (وغیرہ وغیرہ)

اذان کے دنیوی فوائد

اذان نہ صرف عبادت کا ایک اعلان ہے بلکہ اس میں دینی، دنیوی اخروی فوائد بھی ہیں۔ فقیر نے دینی و اخروی فوائد پہلے عرض کر دیئے ہیں اب دنیوی فوائد بھی عرض کرتا ہوں۔

(۱) نومولود بچے کے کان میں اذان

اس کا فائدہ یہ ہوا کہ بچہ دنیا میں نیا آیا ہے اس کی روح کو وحشت سی محسوس ہوتی ہے کہ عالم ارواح سے آیا ہے نامعلوم اس میں کیا بنتا ہے۔ ہم نے اذان سے خبر دی ہے کہ عالم ارواح میں بھی نبی پاک محمد عربیؐ کا راج تھا تو یہاں بھی۔ اسی لئے کہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

فائدہ: اس تو خش کے علاوہ اسے شیطان بھی ستارہا ہوتا ہے اسی لئے بچہ چیختا چلاتا ہے تو ہم نے اسے اذان سنا کر ایک طرف شیطان کو بھگا دیا دوسرے طرف اسے دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ کر دیا۔

لطیفہ: بد مذہب یعنی ادیان باطلہ کو ہم نے چیلنج کر رکھا ہے کہ اسلام کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک دلیل بچے کے کان میں اذان پڑھنا بھی ہے کہ اگرچہ اس وقت انجان ہے لیکن اذان سنتے ہی اسے سکون مل جاتا ہے۔ ہم نے کہا یہ نسخہ صرف اسلام میں ہے کہ انجان بچے کو اذان سے سکون و قرار ملتا ہے کہ اسلام کی حقانیت کی دلیل اس لئے ہے کہ المولود یولد علی فطرة الاسلام فابواه یہودانہ او یمجسانہ او ینصرانہ یعنی ہر بچہ فطرت اسلام پر ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ چاہے اسے یہودی بنائیں یا نصرانی یا مجوسی۔

بچے کے کان میں اذان کے سبب سکون دینے نے ثابت کر دیا کہ اسلام فطری مذہب اور یہی حق ہے۔

(۲) کہیں آگ لگی ہو اذان پڑھنے سے آگ بجھ جائے گی۔

(۳) جنگ میں اذان پڑھی جائے فتح ہوگی۔

(۴) جنات کا کہیں غلبہ ہو تو اذان پڑھنے سے جنات بھاگ جائیں گے۔

(۵) غمزدہ کے کان میں اذان دی جائے، غم سے تسکین ملے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام نے اذان سنائی جب وہ مغموم بیٹھے تھے۔

(۶) غصہ والے کے کان میں دینے غصہ دور ہوتا ہے۔

(۷) راستہ بھول جانے پر اذان دی جائے تو راستہ مل جاتا ہے یا رہبر۔

(۸) مرگی والے کے پاس اس کے کان میں اذان دی جائے۔

(۹) قبر پر میت کو دفنانے کے بعد اذان دینا (درمختار)

ان کے علاوہ وباء طاعون و دیگر بے شمار مواقع ہیں۔

یہ مضمون حضور مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث فیض ملت قدس سرہ کی تصنیف فیض الجاری شرح بخاری کتاب الاذان سے لیا گیا ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل ہے

☆ حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز حضرت علامہ صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ اویسی سجادہ نشین درگاہ عالیہ واحدیہ نقشبندیہ میانوالی کی محترمہ والدہ ماجدہ ۳۴ جمادی الآخر بروز جمعرات اللہ کو پیاری ہوئیں۔ شام چھ بجے ان کا جنازہ مرکزی عید گاہ میں پڑھایا گیا میانوالی میں بہت بڑا جنازہ تھا۔ دوسرے روز بروز جمعہ المبارک آستانہ عالیہ غوثیہ واحدیہ مدرسہ فیض العلوم میانوالی قل شریف کا ختم تھا جگر گوشہ مفسر اعظم پاکستان محمد فیاض احمد اویسی (بہاولپور شریف) نے دعا کرائی۔

(محمد خالد اویسی میانوالی)

☆ حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہ کے بہت ہی پیارے عقیدت مند محترم حاجی سجاد حسین سعیدی کھوکھر ملتان کی محترمہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

خلیفہ بلا فصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

از حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ و الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد دورِ حاضرہ میں دینی عقائد و معالات اختلافات کی نذر رہور ہے ہیں آئے روز نئے نئے فتنے سر اٹھار ہے ہیں۔ صدیوں سے جن عقائد پر امت مسلمہ کا اتفاق و اتحاد تھا آج ان میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اختلاف پیدا کیا جا رہا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل ہیں اور افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق کا اعزاز انہیں حاصل ہے۔ دورِ حاضرہ میں ظاہری و باطنی خلافت کا نیا فتنہ سر اٹھار ہا ہے اس فتنہ میں اچھے بھلے اہل علم مبتلا ہو رہے ہیں بلکہ اس پر ضخیم کتابیں لکھی جا رہی ہیں فقیر اپنے اہلسنت علماء کرام سے اپیل کرتا ہے کہ آپ اس فتنہ کا حصہ نہ بنیں یہ آپ کے حق میں بہتر نہیں ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ظاہری و باطنی شرعی و روحانی اعتبار سے خلیفہ اول ہیں یہ ظاہری و باطنی والی اصطلاح روافض شیعوں کی من گھڑت ہے۔ حضرت مولا کائنات سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم بلا شک و شبہ باب مدیۃ العلم ہیں مرکز ولایت ہیں انہوں نے دل و جان سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ظاہری و باطنی شرعی و روحانی خلیفہ اول تسلیم کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ دلائل تو فقیر نے اپنی کتاب ”حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول“ میں عرض کر دیئے ہیں یہاں ۲۲ جمادی الآخر کو آپ کے صال با کمال کی مناسبت سے چند دلائل عرض کئے دیتا ہوں۔

اہلسنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ بعد الانبیاء (علی نبینا علیہم السلام) تمام انسانوں سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

قرآن مجید: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

و سيجنبها الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی ط

اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ سٹھرا ہو۔ (کنز الایمان)

شان نزول: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف سے بہت گراں قیمت پر خرید کر

آزاد کر دیا تو کفار اور مشرکین کو حیرت ہوئی کہ ایسا کیونکر ہوا؟ یقیناً بلال حبشی ؓ کا ابو بکر ؓ پر کوئی احسان ہوگا جس کا بدلہ دینے کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی ہے خداوند کریم نے قرآن پاک میں یہ اعلان فرمایا کہ صدیق اکبر ؓ کی یہ قربانی اور ایثار محض میری رضا کے لئے ہے کسی کا بدلہ نہیں۔ (خزائن العرفان لصدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ)

فائدہ: علامہ ابن الجوزی ابن حجر عسقلانی امام بزار علامہ سیوطی ابن جریر، امام فخر الدین رازی رحمہم اللہ غنہم فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۸)

افضلیت سیدنا صدیق اکبر ؓ

قطع نظر شان نزول اور اقوال مفسرین کے یہ آیت ہی سیدنا صدیق اکبر ؓ کی افضلیت کے ثبوت کے لیے کافی ہے اس لئے کہ یہ آیت کریمہ مکہ اور ابتدائی دور کی ہے اور ابتدائی دور میں سب سے زیادہ مال و دولت راہِ خدا میں لٹانے والے سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کے سوا کوئی اور نہ تھا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اگرچہ سابق الاسلام ہیں لیکن ایک تو بچپن کی وجہ سے ان کے لیے مال خرچ کرنے کا کوئی معنی نہیں۔ دوسرے وہ خود صاحب مال نہ تھے کیونکہ آپ بچپن میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زیر تربیت تھے۔

فضائل از احادیث مبارکہ

☆ حضور نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

لو وزن ایمان ابی بکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) بایمان جمیع المومنین لرجع ایمانہ۔
(الصواعق المحرقة ابن حجر)
اگر تمام مومنین کے ایمان کے مقابلے میں حضرت ابو بکر صدیق (ؓ) کا ایمان تو لا جائے تو آپ کے ایمان کا وزن زیادہ ہوگا۔

☆ حضور پُر نور شافعِ یوم النشور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

ابو بکر خیرا للناس الا ان یکون بنی۔ (صواعق المحرقة)
ابو بکر انبیاء کے سوا باقی سب لوگوں سے بہتر ہیں۔

(☆) اور فرمایا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے:

لا ینبغی لقوم فیہم ابو بکر ان یؤمنہم غیرہ (ترمذی)
”کسی گروہ میں ابو بکر کے ہوتے ہوئے کسی کو امام بننا مناسب نہیں“

☆ رحمت للعالمین (ﷺ) سے سب سے زیادہ فیض پانے والے آپ ہی ہیں۔ اسی لئے ارشاد ہوا

ما صب اللہ فی صدری الا صیتہ فی صدر ابی بکر۔

(حقائق و معارف میں سے) جو کچھ بھی اللہ نے میرے سینہ میں ڈالا میں نے صدیق اکبر (ﷺ) کے سینہ میں ڈال دیا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت صدیق اکبر (ﷺ) نے حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کو سب سے زیادہ قریب سے دیکھا اور سب سے زیادہ صحبت کا شرف حاصل کیا اور سب سے زیادہ جانا۔ سب سے زیادہ جان و مال آل و اولاد قربان کیے اس لئے آپ سب سے زیادہ افضل اور خلیفہ بلا فصل ہیں۔

عادات و خصائل: آپ حضور (ﷺ) کی عادات و خصائل کے نمونہ تھے۔ چند عادات و خصائل ملاحظہ ہوں۔

ہجرت حبیب خدا (ﷺ): ہجرت رسول اللہ (ﷺ) کی رفاقت ایک اہم منصب ہے جو صرف اور صرف حضرت ابوبکر صدیق (ﷺ) کے حصہ میں آیا سید الانبیاء والمرسلین (ﷺ) کو ملکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کے لئے حکم خداوندی ہوا آپ نے دریافت کیا کہ ہجرت کے سفر میں میرا ساتھی اور رفیق کون ہوگا حضرت جبریل (ﷺ) عرض کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق (ﷺ) کو آپ کی ہمراہی کے لئے پسند فرمایا۔

سفر ہجرت میں آپ کی ہم رکابی کوئی سیر و سیاحت نہ تھی جواں مردی، شجاعت بلکہ جاں نثاری کا مرحلہ تھا آپ نے ہجرت کا سامان خود فراہم کیا رسول اللہ (ﷺ) کی سواری کا بندوبست کیا غار ثور میں قیام کے دوران عبداللہ بن ابی بکر خبر گیری کرتے رہے۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر کھانا پہنچاتی رہیں۔ عامر بن فہیرہ کے ذمہ بکریوں کا تازہ دودھ پہنچانا تھا۔

(شواہد النبوت، عبدالرحمن جامی)

فائدہ: قطع نظر دیگر دلائل خلافت بلا فصل برائے صدیق اکبر (ﷺ) یہی ہجرت کی گھڑیاں بتاتی ہیں کہ جو لمحہ بھرتوت کی صحبت پالے وہ تمام اولیاء سے افضل ہے پھر جس نے زندگی کے یہ لمحات بارگاہ حضور ﷺ میں گزارے وہ کیوں نہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہو۔

شب ہجرت میں ہمت: جب محبوب رب العالمین (ﷺ) حکم الہی سے ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تو آپ سیدنا صدیق اکبر (ﷺ) کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کو حکم الہی جل جلالہ کے مطابق روانگی کے پروگرام سے مطلع فرمایا سیدنا ابوبکر صدیق (ﷺ) فوراً چل پڑے پروگرام کے مطابق روانہ ہو کر غار ثور میں قیام فرما ہونا تھا کچھ دور اوپر چڑھائی تک محبوب اکرم (ﷺ) خود چڑھائی کے لیے تشریف لے گئے مگر آپ کے مبارک پاؤں درم زدہ ہو گئے۔

آپ چلنے سے یعنی پہاڑ پر چڑھنے سے رک گئے تو سیدنا صدیق اکبر (ﷺ) بیٹھ گئے اور عرض کی حضور آپ میرے کاندھوں

پر سوار ہو جائیں میں اٹھا کر آپ کو لے چلوں گا۔

حضور رحمت للعالمین (ﷺ) حضرت صدیق (ؓ) کے کاندھوں پر بیٹھ گئے اور وہ بلندی کا باقی سفر با آسان چڑھ گئے اور غار ثور میں قیام فرمایا۔ (بخاری، تاریخ الخلفاء)

فائدہ: جو خوش نصیب مسلمان سعادتِ حج سے بہرہ ور ہو چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ غار ثور میں پہنچنے کے لئے پورے تین میل بلندی پر جانا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے طاقتور اور کڑیل جوان اور عشاق ہی اس پر چڑھ سکتے ہیں ورنہ نیچے سے بلندی دیکھ کر ہمت پانی ہو جاتا ہے۔ مگر قربان جائیں اس پیکر عشق و مستی پر جس نے نہ صرف خود بلندی کو عبور کیا بلکہ امام الانبیاء والمرسلین سید العالمین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اٹھا کر اس گراں قدر بلندی کو طے کیا۔

غار ثور: فقیر کو رفقہ سمیت صبح ٹھنڈے غار ثور شریف میں حاضری کے لیے اوپر چڑھنے کا موقع نصیب ہوا باوجود یکہ اب عشاق نے کتکریاں ہٹا کر اوپر جانے کے لئے آسانیاں بنائی ہیں لیکن ہم کئی بار جگہ جگہ بیٹھے اور پانی ساتھ تھا کئی بار پیا۔ واپس لوٹے تو بخار کا شکار ہو گئے لیکن وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ جس نے محبوب کریم (ﷺ) کو کاندھوں پر اٹھا کر غار مبارک تک پہنچایا ان کی ہمت پر لاکھوں سلام نہ پڑھیں تو کیا کریں۔

ان چند فضائل کے بیان کے بعد فقیر آپ کی خلافت بلا فصل (ظاہر و باطنی) کے دلائل عرض کرتا ہے۔

خلافت بلا فصل کے چند مختصر دلائل

- (۱) معراج کی رات رفیق نبوت نے صاحب نبوت کو بلایا اور ہجرت کی رات صاحب نبوت نے رفیق نبوت کو بلایا۔
- (۲) معراج کی رات جو حضور اقدس ﷺ کا رفیق ٹھہرا وہ بھی ملائکہ کا سردار تھا اور ہجرت کی رات جسے شرفِ رفاقت نصیب ہوا وہ بھی صحابہ کا سردار ٹھہرا۔
- (۳) معراج کا رفیق منزل مقصود تک نہ جا سکا راستے میں ٹھہر گیا لیکن ہجرت کے رفیق نے نہ غار میں چھوڑا نہ مزار میں نہ خلیہ بریں میں۔

(۴) معراج میں رفیق نبوت اور صاحب نبوت کے مابین ہم کلامی اور راز و نیاز کی باتوں کے تذکرے سے قرآن مجید خاموش ہے، لیکن ہجرت کے رفیق کے اسرار و معارف کا تذکرہ خدا تعالیٰ نے واضح لفظوں میں کر دیا۔

(۵) شب معراج رفیق نبوت کو حکم ہوتا ہے کہ صاحب نبوت کو بلا کر لے آؤ۔ اور ہجرت کی شب صاحب نبوت کو یہ حکم ہوتا ہے کہ رفیق نبوت کو بلا کر لے آؤ۔

(۶) شب ہجرت جو بستر پر سوئے تھے وہ مخلوق کی امانت کے پہرہ دار تھے اور جو حبیب کبریا ﷺ کے ساتھ گئے وہ خالق کی

امانت کے پہرہ دار تھے۔

(۷) ہجرت کی رات کسی کو نصف رات بستر پر سونا نصیب ہوا اور کسی کو غار و مزار میں صاحب بستر کی معیت نصیب ہوئی۔

(۸) حضرت سیدنا مولا علی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کا بوجھ صاحب نبوت نے اٹھایا لیکن ہجرت کی رات صدیق اکبر ﷺ نے سراپا نبوت کا بوجھ اٹھایا۔

(۹) حضور ﷺ جس سواری پر سوار ہوئے وہ سب سواریوں سے آگے نکل گئی اسی طرح ہجرت کی رات سرور کائنات ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے کندھوں پر سواری کی تو وہ رُتبے میں تمام صحابہ سے آگے نکل گئے۔

(۱۰) خیبر کو بھیجے وقت حبیب کبریا ﷺ نے سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھ پر لعاب دہن لگایا تو شفاء ہوئی اور ہجرت کے موقعہ پر لعاب دہن صدیق اکبر ﷺ کے پاؤں پر لگایا تو شفاء ہوئی۔

(۱۱) اسلام سے قبل جاہلیت کے دور میں بھی امانت داری، پرہیزگاری، رحمہ لی اور سچائی میں معروف تھے یعنی شروع سے ہی سلیم الفطرت تھے۔ فطری پاکیزگی اور قلب کی صفائی کا اثر ہی تھا اور ہر تاجدار ختم نبوت نے اعلان رسالت فرمایا ادھر فوراً حضرت ابوبکر ﷺ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور کلمہ حق کو اپنے دل کی آواز سمجھ کر قبول کیا۔ رحمت عالم (ﷺ) آپ کی اس خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ میں نے جس شخص کو بھی دعوت اسلام دی اس نے ضرورتاً مل، تدبیر اور غور و فکر کیا بجز ابوبکر ابن قافہ کہ وہ اسلام کا نام سنتے ہی بغیر کسی تردد کے لبیک کہتے ہوئے خوش نصیبوں میں سبقت لے گئے۔ (تاریخ الخلفاء، علامہ سیوطی)

فائدہ: جن کے لئے خود سرور عالم (ﷺ) بزرگی و شرافت کی گواہی دیں پھر ہم تم کون ہوتے ہیں پس و پیش کرنے والے۔

(۱۲) تاریخ صحابہ میں یہ مجد و شرف اور اعزاز آپ کے خانوادہ کو حاصل ہوا کہ والد ابوقافہ صحابی، بیٹا ابوبکر صدیق صحابی، آپ کا بیٹا عبدالرحمن صحابی، پوتا (عبدالرحمن کا بیٹا) ابوعقیق محمد صحابی، بیٹیاں عائشہ اور اسماء صحابیہ، ام رومان بیوی صحابیہ، اہل سیر نے انکا نام نہیں لکھا اپنے لقب ام رومان کے نام سے مشہور ہیں، گویا اس خانوادہ میں چار نسلوں کو تسلسل کے ساتھ شرف صحابیت حاصل ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب)

(۱۳) گویا یہ مصرعہ ”اس خانہ ہمہ آفتاب است“ آپ کی اس بزرگی کا ترجمان ہے۔

(۱۴) آپ کے تبلیغی مساعی سے ابوعبیدہ ابن الجراح، طلحہ بن عبد اللہ، سعد ابن ابی وقاص، عثمان ابن عفان اور عبدالرحمن بن عوف جیسے جلیل القدر صحابہ حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور ہو گئے۔

یہ حضرات ملت اسلامیہ کے لیے فولادی ستون ثابت ہوئے۔ ان حضرات کی خدمات جلیل تاریخ اسلام کا ایک روشن باب اور دین کی عزیز ترین متاع ہیں۔

(۱۵) حضور نبی کریم (ﷺ) کی مبارک زندگی میں ابو بکر سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے مسجد نبوی میں (کم و بیش ۷ نمازیں) امامت کے فرائض بھی سرانجام دیئے ہیں۔ یہ ایسا شرف ہے جو صحابہ کرام میں سے کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ البتہ ایک بزرگ صحابی عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے سفر میں نماز پر ہائی تھی اور حضور نبی کریم (ﷺ) بھی بعد میں شامل ہو گئے تھے۔

فائدہ: سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کو خصوصیت سے امامت کا خود آپ نے فرمایا اور ایک نماز ان کے پیچھے پڑھی بھی۔

(نسائی)

(۱۶) ایک عورت آقا (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے کسی معاملہ میں گفتگو کی۔ رسول اللہ (ﷺ) نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ اگر میں کسی وقت آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا ابو بکر کے پاس چلی جانا۔ (ترمذی)

فائدہ: یہ صرف اس عورت کے لیے حکم نہ تھا بلکہ جملہ صحابہ کرام کو یہی حکم فرمایا جس پر صحابہ و اہل بیت نے عمل کر دکھایا۔

(۱۷) حدیبیہ کے موقع پر قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا اس نے دورانِ گفتگو حضور (ﷺ) سے کہیں یہ کہہ دیا

انی واللہ لاری وجوہا وانی لاری استواباً من الناس خلیقا ان یفرو ویدعولک۔

میں واللہ بہت سے چہرے دیکھ رہا ہوں اور ملے جلے خون مختلف قسم کے لوگوں کے دیکھ رہا ہوں جو فطرت کے تقاضے کے مطابق تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) اس گستاخی کو برداشت نہ کر سکے فوراً بولے۔

امصص بظلال انحن نفر عنه وندعه۔

تولات کی شرمگاہ چوس، کیا ہم حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

یہ عرب کے نزدیک سخت گالی ہے مگر غیرتِ عشق نے گستاخ کے لیے اسی انداز کو مناسب جانا۔

(۱۸) جنگِ بدر میں آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن مخالف فوج میں تھے بعد میں مسلمان ہوئے تو ایک بار عرض کرنے لگے ابا جان آپ بدر میں کئی دفعہ میری تلوار زد میں آ گئے تھے میں نے باپ سمجھ کر چھوڑ دیا عاشقِ صادق نے جواب دیا، بیٹا تو اگر ایک بار بھی میری زد میں آ جاتا، ہرگز نہ چھوڑتا۔

فائدہ: یہ دولتِ عشق ہے جس سے وافر حصہ سیدنا صدیق اکبر ؑ نے پایا۔

یہ چند سطور صرف اہل دل کے لیے عرض کر دی ہیں ورنہ صدیق اکبر ؑ کے کمالات اتنے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

فقیر نے بطور تبرک چند فضائل و کمالات کے ساتھ اپنے مضمون کو مزین کیا ہے ورنہ آپ کی خلافت بلا فصل کے دلائل شمار سے باہر ہیں فقیر کی سنی برادری سے اپیل ہے کہ ظاہر و باطنی اور روحانی سیاسی خلافت کے چکر میں نہ آئیں۔ یہ چکر باز ہر دور میں اپنا رنگ بدلتے رہتے ہیں ہمیں اپنے اسلاف بالخصوص اس صدی کے مجدد برحق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان کی تحقیقات کے مطابق اپنے عقائد و نظریات رکھنے چاہیے اس میں ہم سب کی نجات ہے۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

۱۵/ جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ کو بعد نماز عصر تا مغرب حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار واقع جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور میں خلیفہ بلا فصل افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر ؓ کے وصال باکمال کے موقع پر ماہانہ ختم غوثیہ شریف کی تقریب سعید ہوگی فخر السادات حضرت علامہ قبلہ سید پیر ظفر علی شاہ صاحب مہروی مدظلہ (مدرسہ غوثیہ لودھراں) کا خصوصی خطاب ہوگا۔ اہل محبت سے شرکت کی اپیل ہے۔

ماہ جُمَادِیُ الْاٰخِرٰی اور اہم شخصیات

صحیح تلفظ اس مہینہ کا جُمَادِیُ الْاٰخِرِ یا جُمَادِیُ الْاٰخِرٰی ہے۔ جمادی الثانی نہیں جیسا کہ عوام میں مشہور ہے۔ ماہرین قمریات نے لکھا ہے کہ ثانی وہ ہوتا ہے جس کا ثالث ہو جب ثالث نہیں تو ثانی فحش غلطیوں میں شمار ہوگا۔ جمادی جُمَادِی سے ہے جس کے معنی ٹھہرے ہوئے اور جمے ہوئے برف کے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان دونوں کا نام رکھتے وقت ایسا موسم تھا جس میں پانی جم جاتا تھا۔ اسی لیے پہلے کا نام ”جمادی الاولیٰ“ ٹھہرا، دوسرے کا جمادی الاخریٰ یا الآخرہ۔ فضائل الشہود و دیگر کتب میں مذکور ہے کہ اس مہینہ میں سیدنا ابو بکر صدیق ؓ بارہ رکعتیں نفل ادا کیا کرتے تھے اور بہت سے صحابہ کرام آخری عشرہ میں استقبالِ رجب المرجب کے لئے روزہ رکھا کرتے تھے۔ بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ اس مہینہ میں جو شخص چار رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ اخلاص تیرہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے بے شمار گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں بہت سی نیکیاں داخل فرماتا ہے۔

اہم شخصیات: اس ماہ میں جن اہم شخصیتوں نے عالمِ فانی کو خیر باد کہہ کر عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ ان میں بعض کا مختصر تذکرہ اور بعض کا یوم وصال عرض کیا جاتا ہے۔

حضرت سید اسماء بنت ابوبکر صدیق جمادی الآخر ۳۷ھ

حضرت امام تقی محمد جواد رضی اللہ عنہ ۲۶ جمادی الآخر ۲۲۰ھ

حضرت خولجہ ابوالاحمد ابدال چشتی یکم جمادی الآخر ۶۵۵ھ

حضرت خولجہ شمس الدین ترک پانی پتی ۹ جمادی الآخر

حضرت خولجہ محمد بابا ساسی ۱۰ جمادی الآخر ۵۵۵ھ

حضرت سعد الدین کاشغری ۱۷ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ

حضرت خولجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی ۲۷ جمادی الآخر

حضرت خولجہ باقی باللہ ۲۵ جمادی الآخر

حضرت سخی سلطان باہو قادری (شورکوٹ) یکم جمادی الآخر

حضرت قبلہ سید غلام محی الدین بابو جی (گولڑہ شریف) ۲ جمادی الآخر

حضرت مولانا کفایت علی (رہنما تحریک آزادی) ۴ جمادی الآخر

حضرت الشیخ عبدالحق محدث دہلوی ۶ جمادی الآخر

حضرت قاری محمد مصلح الدین قادری گراچی ۷ جمادی الآخر ۱۴۰۳ھ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی ۱۲ جمادی الآخر

حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری بن حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت ۱۸ جمادی الآخر

خليفة اول سيدنا ابوبكر صديق

محسن اعظم محبوب کبریا خلیفہ اول بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ اللہ اللہ اس چودہ سو برس کے عرصہ میں کتنی کروڑ مرتبہ خطیبوں نے برسر منبر حضرت صدیق اکبر ؓ کے ”افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق“ ہونے کا اعلان کیا اور رہتی دنیا تک کرتے رہیں گے۔ بیشمار آیات قرآنی سے آپ کے فضائل ثابت ہیں۔ ۳۱۶ احادیث نبویہ ایسی ہیں جن میں مخصوص نام کے ساتھ آپ کے مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ اقوال صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کا شمار نہیں جن میں آپ کی مقدس ہستی کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا یا رفا صاحب مزار کا اعزاز پایا۔

وفات: مورخین کا اتفاق ہے کہ رحمت مجسم نبی اکرم (ﷺ) کے گدی خضریٰ شریف میں تشریف لے جانے کے بعد آپ صرف دو سال تین ماہ گیارہ روز تک دنیا میں موجود رہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں فراق محبوب کا صدمہ آپ سے برداشت نہ ہو سکا۔ روز بروز اسی غم میں گھلتے گئے، بالکل نحیف اور کمزور ہو گئے۔ ۷ جمادی الآخریٰ کو غسل فرمایا سردی محسوس ہوئی پھر تیز بخار ہو گیا۔ جب تک طبیعت نے اجازت دی مسجد نبوی شریف میں حاضری دیتے رہے لیکن جب شدت ضعف اور کمزوری نے غلبہ پایا تو حضرت فاروق اعظم ؓ کو ارشاد فرمایا اب نماز آپ پڑھایا کریں۔

۲۲ جمادی الآخریٰ ۱۳ھ مغرب اور عشاء کے درمیان واصل حق ہوئے۔ زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ بیٹے عبدالرحمن پانی ڈالتے جاتے تھے۔ دوا استعمال شدہ اور ایک نئے کپڑے کو ملا کر افضل البشر بعد الانبیاء کو کفن دیا گیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم ؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عمر بن خطاب ؓ نے آپ کو آغوش رسالت ﷺ میں لٹا دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) تاقیامت محبوب کریم ﷺ کے قدموں کے مزے لیتے رہیں گے۔

حضرت امام محمد الغزالی

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی ؓ ۵۸۰/۵۸۱ء کو قصبہ غزال میں پیدا ہوئے شب معراج حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے حضرت امام غزالی ؓ کو ساتویں آسمان پر طلب فرمایا۔ علم

تصوف میں آپ کی تصانیف یگانہ روزگار ہیں بالخصوص احیاء العلوم جسے تصوف میں انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت حاصل ہے۔ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۲۵۰ھ کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔

امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے فارسی زبان میں علم تصوف کی عظیم الشان مقبول ترین کتاب مثنوی مولوی و معنوی تحریر فرمائی جو اہل معارف کے نزدیک شریعت و طریقت کے رموز و اسرار کا بیش بہا خزانہ ہے۔ آپ کا وصال ۵ جمادی الآخرہ ۷۲۷ھ کو ہوا۔

حضرت مولانا شاہ نیاز احمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۱۷۳ھ کو سرہند شریف میں پیدا ہوئے تعلیم کے لئے فخر جہاں حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سترہ سال کی قلیل عمر میں تمام علوم و فنون میں ماہر و یکتا بنا دیا۔ بیعت ہونے کے بعد باطنی فیوضات کی طرف رجوع کیا۔ مجاہدات و عبادات شاقہ میں کمال حاصل کر کے خرقہ خلافت پہنا اور اپنے مرشد کے حکم سے تاجدار بریلی بن کر خلق خدا کی خدمات سرانجام دینے لگے۔ برسوں ذکر الہی سے ویران دلوں کو آباد کرتے رہے۔ سماع سے دلی شغف تھا اردو و فارسی میں آپ کا ”دیوان نیاز“ مستانِ ازل کے لئے نسخہ اکسیر سمجھا جاتا ہے۔ ۶ جمادی الآخرہ ۱۲۵۰ھ کو بریلی شریف (انڈیا) میں وفات پائی ان کا مزار زیارت گاہ مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت عراق کے شہر ولیط میں ہوئی۔ تعلیم و تربیت کوفہ میں حاصل کی۔ آپ کا امام الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے عظیم المرتبت شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ ہی کے توسط سے مذہب حنفی عالمگیر شہرت و مقبولیت اختیار کر گیا۔ آپ کے قلم سے لکھی ہوئی مستند و معتبر تصانیف آج بھی امت مسلمہ کو اسلامی نظام کی طرف دعوت دے رہی ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو مستقل مسلک کے امام ہیں کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۸۹ھ میں آپ فوت ہوئے مزارِ عالیہ ”رے“ میں ہے۔

ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین بھاری

آپ رسول پور میجر اضلع نالندہ (انڈیا) میں ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ صبح صادق کے وقت ملک فشی محمد عبدالرزاق صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور پیارے مرید و خلیفہ تھے۔ مرکز اہلسنت مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف کے قیام میں آپ نے زبردست کردار ادا فرمایا۔ ہندوستان کے ممتاز دینی مدارس میں آپ نے ۵۵ سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے ہزاروں جید تلامذہ تیار فرمائے۔ مختلف علوم

وفتون پر آپ نے ستر کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء شبِ دو شنبہ کو ذکرِ جہر اللہ کرتے ہوئے وصال فرمایا۔ علاقہ بہار میں حضرت شاہ ارزاں رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے متصل شاہ گنج کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔

بیہقی وقت مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ

آپ استاذ العلماء پیر محمد ظریف فیضی قدس سرہ کے گھر 2 رمضان المبارک 1358ھ 16 اکتوبر 1939ء بروز پیر بوقت صبحِ مہستی فیض آباد اوچ شریف ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قرآن پاک، فارسی، صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق، مشکوٰۃ شریف اور جلالین تک اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف کی سعادت حضور غزالی زماں احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ کے پاس پڑھا اعلیٰ پایہ کے مدرس تھے۔ تقریر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ محقق مصنف تھے آپ کی تصنیف ”مقام رسول“ تحقیق کی اعلیٰ شہکار ہے۔ یکم جمادی الآخر 1427ھ کو کراچی میں وصال ہوا۔ احمد پور شرقیہ بہاولپور میں اپنے عظیم والد گرامی کے پہلو میں آسودہ خاک ہوئے۔

حضور فیض ملت قدس سرہ کی دعا سے مدینہ منورہ میں گھر کے چودہ افراد حاضر ہیں

محترم محمد یعقوب مہک فلاور بہاولپور والے ہر جمعہ حضور فیض ملت قدس سرہ کی خدمت میں گلاب کے پھولوں کا ہار پیش کرتے تھے آپ خوش ہو کر انہیں مدینہ منورہ کی حاضری کی دعا دیتے۔ مورخہ ۱۵ مارچ ۲۰۱۱ء کو محمد یعقوب صاحب نے مدینہ منورہ سے صاحبزادہ محمد فیاض احمد ایسی کو مدینہ منورہ فون کیا کہ اس وقت میں حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول دعاؤں کے صدقے مسجد نبوی شریف کے باہر باب البقیع، باب جبرائیل عین گنبد خضراء شریف کے سامنے حاضر ہوں وہ مجھے بہت یاد رہے ہیں میں جمعۃ المبارک کے روز انہیں پھولوں ایک ہار پیش کرتا تھا انہوں نے میرے گھر کے ۱۴ چودہ افراد کو مدینہ منورہ کی حاضری عطاء کرائی وہ بار بار کہتے کہ پھولوں کا ہار ایک پیش کرتا تھا ویزے گھر کے ۱۴ چودہ افراد کے دلوائے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ان کی طرف سے بار بار سلام عرض کرتا ہوں۔

بغداد شریف میں آج بڑی گیارویں شریف کی تقریب ہے حضور فیض ملت کا ذکر ہو رہا ہے

۱۰ ربیع الآخر ۱۶ مارچ ۲۰۱۱ء بدھ کو الحاج محمد عارف برکاتی (کراچی) نے فقیر محمد فیاض احمد ایسی کو فون کر کے بتایا کہ آج ہمارا برکاتی قافلہ شہنشاہ بغداد سید الاولیاء غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ النورانی کے دربار پر انوار میں حاضر ہے۔ دنیا کے بھر سے بہت سے عقیدت مند بارگاہ غوثیت میں بصد عجز و نیاز ہیں بغداد کا شہر بقیع نور بنا ہوا ہے۔ بڑی گیارویں شریف کی تقریبات نہایت ہی ادب و احترام سے منائی جا رہی ہیں ہم اس وقت سرکار غوث پاک کی جالیوں کے قریب قدمین میں حاضر ہیں ہم میں سے بہت سارے احباب نے حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چھیڑ دیا تو اس وقت بارگاہ غوثیت میں ان کی یاد ہو رہی ہے۔ میں نے فون کر کے آپ کو بتانا چاہا کہ بہاولپور میں سویا ہوا شہنشاہ بغداد ﷺ کا غلام ان کی بارگاہ میں حاضر رہتا ہے۔

قافلے حضور فیض ملت کے مزار پر حاضر ہونے

۳ جمادی الآخر ۹ اپریل ۲۰۱۱ء جمعۃ المبارک کو سرگودھا سے محترم محمد صابر ایسی کی قیادت میں دعوت ذکر کا قافلہ حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا۔ بعد نماز جمعہ سیرانی مسجد میں محفل ذکر ہوئی محترم محمد صابر ایسی نے ایسے رقت آمیز انداز میں ذکر کرایا کہ کئی زنگ آلود قلوب ذکر اللہ کی برکت سے منور ہوئے۔ بعد ازاں شاعر اہلسنت صوفی خلیل احمد خلیل فریدی نے محترم محمد یعقوب مہک فلاور بہاولپور والے کی مدینہ منورہ سے واپسی پر یاد مدینہ کے

حوالہ سے اپنا منظوم کلام پیش کر کے ماحول میں رقت کا سایا بنادیا۔ نماز جمعہ اور صلوٰۃ وسلام کے بعد حسب معمول قصیدہ بردہ شریف کا ورد کرتے ہوئے مزار حضور فیض ملت پر سیرانی مسجد کے مقتدی حاضر ہوئے ختم شریف پڑھا گیا اور جگر گوشہ فیض ملت محمد فیاض احمد اویسی نے دعا کرائی۔ سرگودھا سے دعوت ذکر کے کارکن خواجہ مسعود احمد اویسی نے بھی حاضری کا شرف پایا۔

۵ جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ ہفتہ کو چک ۲۹۳ گ ب رجانہ (ٹوبہ) سے احباب طریقت قافلہ اویسیہ کی صورت میں حاضر ہو کر قصیدہ بردہ شریف کے ورد کے ساتھ مزار فیض ملت پر چادر پوشی کرائی ختم خواجگان پڑھا گیا۔
۷ جمادی الآخر ۱۱ اپریل ۲۰۱۱ء سوموار بعد نماز ظہر اہلسنت کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا غلام نبی فخری صاحب کراچی اپنے صاحبزادگان کے ہمراہ حضور فیض ملت قدس سرہ کے مزار پر آئے فاتحہ خوانی اور صاحبزادگان سے تعزیت کی مولانا مفتی محمد متین نقشبندی اویسی بھی ہمراہ تھے۔

۷ جمادی الآخر ۱۱ اپریل ۲۰۱۱ء سوموار بعد نماز مغرب عالمی شہرت یافتہ ثناء خواں محترم الحاج محمد عمران قادری عطاری مزار فیض ملت پر حاضر ہوئے۔ سرائیکی زبان میں ثناء خوانی کی اور منقبت پڑھی اور فاتحہ خوانی کے بعد دعا ہوئی۔

مزار فیض ملت قدس سرہ پر ماہانہ ختم قادریہ شریف

۱۵ جمادی الآخر ۱۹ اپریل مزار فیض ملت پر ماہانہ ختم قادریہ کی تقریب ہوئی تلاوت کے بعد نعت شریف کی سعادت محترم محمد جنید رضا قادری (بہاولپور) کے حصہ میں آئی بعد ازاں اہلسنت کے نوجوان عالم دین حضرت علامہ صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ اویسی نے خطاب میں حضور فیض ملت قدس سرہ کی خدمت میں حصول تعلیم کے لیے گزار گئے حسین لمحات کا ذکر والہانہ انداز سے کرتے ہوئے کہا کہ جب میں میانوالی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے بہت محبت فرمائی دورہ تفسیر القرآن کی کلاس میں سے مجھ پر بہت زیادہ شفقت فرماتے جب ہماری دستار بندی ہوئی تو میں نے دعا کا عرض کیا تو فرمانے لگے شاہ صاحب آپ کا نام میرے سینے پر ایسے لکھا ہوا ہے جیسے مدینہ شریف انہوں نے مزید کہا کہ حضور فیض ملت قدس سرہ نے مسلکی غیرت کے ساتھ کام کرنے کا ڈھنگ سکھایا ہے۔ صلح کلیت کے جراثیم سے ہمیشہ دور رہنے کی تاکید فرمائی۔ انہوں نے کہا میانوالی میں جامعہ واحدیہ فیض العلوم کو اہلسنت کی مرکزی حیثیت حاصل ہے یہ سارے کا سارا کرم میرے مرشد کریم کی نگاہ کا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے خطاب کا مرکزی نقطہ یہی تھا کہ ”منکوں کو سلطان بنایا میرے کملی والے نے“ اپنے خطاب میں انہوں نے شہنشاہ بغداد سید الاولیاء حضور غوث اعظم ؒ اور سلطان الفقر حضرت سلطان باہو ؒ حضور سیدنا امام احمد رضا خان ؒ کے بڑے شہزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ

والرضوان کا ذکر خیر بھی کیا۔ آج کی تقریب کی خاض بات یہ تھی کہ حضور فیض مجسم مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے منظور نظر حجاز مقدس کے مبارک سفر میں خدمات سرانجام دینے والے میزبان حج و عمرہ پر لے جانے والوں میں معتبر نام کاروان اسلامی (انٹرنیشنل) کراچی کے روح رواں الحاج محمد احمد قادری اویسی باوجود تکلیف کے کراچی سے قافلہ لیکر آئے۔ علامہ عاشق مصطفیٰ قادری نے ختم قادریہ کا ورد کرایا اور بعد نماز مغرب لنگر شریف پیش کیا گیا۔

☆ منیر احمد اویسی کے گھر (واقع ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور) محفل میلاد شریف کی تقریب بعد نماز مغرب تا عشاء منعقد ہوئی ماہانہ ختم قادریہ میں شریک ہونے والے بیرون شہر کے مہمانان گرامی کے لیے لنگر شریف کا اہتمام کیا گیا۔

☆ یکم مئی ۲۰۱۱ء بروز اتوار کولاہور کے محمد اویسی اویسی صدیقی نے مکہ مکرمہ سے فون کر کے بتایا کہ آج میں نے اپنے مرشد کریم حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت قدس سرہ کے نام کا عمرہ کیا اور ان کی یادوں کو لیکر سوئے طیبہ روانہ ہو رہا ہوں۔

☆ **مکمل قصیدہ بردہ شریف کا ورد ہوا :** ۲۷ جمادی الاولیٰ یکم مئی ۲۰۱۱ء بروز اتوار عصر تا مغرب الحاج علامہ حافظ عبدالکریم قادری فیضی اویسی (بانی سبزواری پبلشرز کراچی) نے حضور فیض ملت شیخ کامل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر مکمل قصیدہ بردہ شریف کے ورد کا اہتمام کرایا قصیدہ شریف کو نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حضرت سید وقاص اختر القادری (کراچی) نے حاصل کی بعد نماز مغرب لنگر شریف تقسیم کیا گیا۔

مکاتیب فیض ملت پر کام کر رہا ہوں

فقیر اپنے استاذ گرامی حضور شیخ الحدیث مفسر اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات پر کام کر رہا ہے جن احباب کے پاس حضرت والا کے خطوط یا قلمی مکتوب ہوں فقیر کے پتہ پر روانہ کریں بہت عنایت ہوگی۔ سید زاہد حسین نعیمی معرفت سید اعجاز حسین شاہ پوسٹ آفس راولا کوٹ آزاد کشمیر رابطہ نمبر 03465216458

اسلامی عقائد و مسائل

زیر نظر کتاب علامہ محمد تبسم بشیر ایسی نے روزمرہ کے پیش آنے والے اسلامی عقائد و مسائل نہایت سہل طریقہ سے سوال جواباً تحریر فرمائے ہیں عام ہدیہ 50 روپے ہے۔
جامعہ اویسیہ کنز الایمان محلہ رسول نگر نارووال سے طلب کریں۔

حضور فیض ملت قدس سرہ کی ڈائری کے اوراق (علامہ محمد ارشد خاں القادری کے قلم سے)

کرامات اولیاء، منکرین حدیث، توحید و شرک

آج کا دن اپنی تمام کشش و جاذبیت کے ساتھ اپنی کرنوں سے رخ کائنات کے خال و خد منور کر رہا ہے۔ اس کی پھیلی دھوپ سے رات کی سیاہیاں دھل رہی ہیں جس طرح سورج اپنی روشنی سے جہاں کے باطن کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح علماء حق گنبد خضریٰ سے برستی انوار و تجلیات کی کرنیں اپنے دامن علم میں سمیٹے لوگوں کے سینوں کی ظلمتیں کا فور کرنے کا کام کرتے ہیں انہیں علماء میں سے حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہ کی شخصیت نمایاں تھی۔

آپ کی ذاتی ڈائری میں درج آج کی تاریخ کچھ اس طرح ہے طلوع آفتاب ۵۔ ۷ پر ہے اور غروب آفتاب ۱۵۔ ۵ پر ہوگا ہفتہ ۹ جنوری ۱۹۷۱ء ۱۱ ذیقعد ۱۳۹۰ھ ۲۶ پوہ یکرم ۲۰۲۱ء آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ آج درس و تدریس میں مصروف رہا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت عقائد و نظریات کے بارے میں ابتداء ہی سے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا خان (قدس سرہ العزیز) کے مزاج کے حامل تھے جب آپ پڑھا رہے ہوتے تو بالخصوص وہ نکات اور عبارات جن کا تعلق عقائد اہلسنت سے ہوتا طلباء کو نوٹ کراتے اور ان پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے دلائل و براہین کی کثرت فرماتے ان کا انداز تکلم و نشین اور جامع ہوتا اور اس کی تفہیم آسان ہوتی۔ ان کے ہونٹوں سے گفتگو میں ایسے مہکتے پھول گرتے کہ سامنے والے کا ایمان و ایقان مہک اٹھتا۔

اپنی ڈائری کے آج کے ورق پر دریا بہا دیئے کے عنوان سے یوں رقمطراز ہوتے ہیں کہ حضرت علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ کی کتاب جامع کرامات اولیاء کے حوالہ سے مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء صفحہ ۲۶ میں لکھا کہ اولیاء کرام کی کرامات کئی قسم ہوتی ہیں ان میں ایک زمین کے ذخیروں سے انہیں مطلع فرما دینا ہے۔ ابو تراب (ولی اللہ) انہیں اولیاء میں سے تھے ایک مرتبہ آپ نے زمین پر پیر مارا تو زمین سے میٹھے پانی کا چشمہ برآمد ہو گیا ابن السیکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں دو کرامتیں ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے پانی کو غیر جگہ میں پیدا فرمایا۔ (۲) زمین کا ان پیر مارنے والے بزرگ کی فرمانبرداری کرنا۔

یعنی جس جگہ پر پانی کا چشمہ اہل پڑا وہاں سے پانی کے آثار نہیں تھے۔ نہ ہی وہاں کوئی پانی نکلنے کا ذریعہ اور سبب موجود تھا لیکن جو نبی ایک اللہ کے ولی کا قدم اس ارادے سے زمین پر پڑا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین میں یہ خاصیت پیدا ہو گئی کہ وہاں سے پانی کا فوارہ جاری ہو گیا اور زمین بھی پہچانتی تھی کہ اس پر ایک برگزیدہ شخصیت کا پاؤں پڑا ہے اسے اس

کی اطاعت کرنا ہے۔ بے جان اجسام اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو نہ صرف پہچانتے اور جانتے ہیں بلکہ ان کا احترام اور عزت بھی کرتے ہیں۔

ڈائری کے اسی صفحے پر مزید ایک عنوان ٹھنڈے پانی کا چشمہ کے حوالے سے موجود ہے جس میں درج ہے کہ ایک بزرگ کوچ کے راستہ میں پیاس لگی تو کسی سے پانی نہ ملا اور نہ ہی کسی جگہ سے پانی ملنے کا امکان تھا ایک درویش کو دیکھا اس نے بھالے دار لٹھی زمین میں گاڑ رکھی ہے اور اس کے نیچے سے پانی ابل رہا ہے انہوں نے اس میں سے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا اور دوسرے حاجیوں کو بھی بتا دیا وہ بھی آئے اور اپنے برتن بھر کر لے گئے۔

جمال الاولیاء یہ کتاب جس کا مصنف مولوی اشرف علی تھانوی ہے نام ہی بتا رہا ہے کہ اس میں اولیاء اللہ کے کمالات و جمالات موجود ہیں۔ یہ واقعات اسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں ایسے ہی بے شمار واقعات جن سے معتبر کتب بھری ہوئی ہیں اس حقیقت کا اعلان اور بین ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اولیاء اس کے دوست اور پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو بے اختیار و بے بس نہیں بنایا بلکہ انہیں بہت سے اختیارات، طاقت اور قدرت عطا فرمائی ہے ان سے باذن اللہ مختلف خلاف عادت کام ظاہر ہوتے ہیں جنہیں کرامات کہا جاتا ہے

اللهم الحقنا بالصلحین بجاہ رحمت اللعلمین

قارئین کرام! میں آپ کو اتوار ۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء، ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ کی طرف لے کر جا رہا ہوں یہ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی ڈائری کا ایک صفحہ ہے جس پر حضرت کی ذات سے وابستہ بہت سی یادیں بکھری ہوئی ہیں۔

آپ بھی اپنی چشم تصور سے دیکھ سکتے اور قوت حسیہ سے محسوس کر سکتے ہیں میرے مدوح و موصوف اپنے مخصوص قلم سے بہت ہی جاذب قلب و نظر خط سے تحریر فرماتے ہیں کہ

آج شب کو اسپیکر کے یونٹ چوری ہو گئے

یہ آج سے چالیس سال قبل کا المیہ ہے کہ مسجد سے اسپیکر کے یونٹ چوری کر لئے اس کا مطلب ہے کہ یہ گھٹیا فعل اور گھٹا ونا جرم آج سے نہیں بلکہ ابتداء ہی سے چلا آ رہا ہے کہ مساجد کی چوری کر لی جاتی ہے مثلاً جوتے اٹھا لینا، ایمپلی قارئ غائب کر دینا حتیٰ کہ آج تو ٹوٹیاں تک چوری کر لی جاتی ہیں یہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں لیکن ان کا اسلام کس درجے کا ہے؟ آپ خود اندازہ لگالیں

من یرہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ

اللہ عزوجل ہمیں غیرت ایمانی عطا فرمائے اور شیطانی حرکات سے محفوظ فرمائے (آمین)

پھر فرماتے ہیں کہ آج سارا دن تدریس و تصنیف میں مشغول رہا اللہ عزوجل تکوینی نظام چلانے کے لئے ہر منصب کے متقاضی اپنے بندوں کا تعین فرماتا ہے جس کام کے لئے جو فرد موزوں اور مناسب ہو اسے صرف اسی کام ہی کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ حضور فیض ملت قدس سرہ کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے وارث انبیاء کا امین بنا کر بھیجا اور آپ یہ امانت تدریس و تصنیف اور تقریر کی صورتوں میں دوسروں تک منتقل کرتے رہے اور تادم آخر انہیں معمولات پر قائم رہے۔ اللہ عزوجل آپ کے صدقے ہمیں بھی یہ جذبہ اور سوچ عطا فرمادے کہ ہم اپنی حیات مستعار کے قیمتی لمحات ایسے کام میں صرف کریں جو ہمارے لئے باعث نجات بن جائے۔ (آمین)

ڈاڑی کے اسی صفحے پر ایک شیخ اور مرید کا واقعہ ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک شیخ اپنے مرید کی نعش کو غسل دینے لگے تو میت نے انگوٹھا پکڑ لیا انہوں نے فرمایا کہ بیٹا میرا انگوٹھا چھوڑ دو مجھے معلوم ہے کہ تم مرے نہیں بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں شیخ ابو حسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ یہ فرما رہے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور فخر پیش کیا اور فرمایا کہ تمہاری امت بھی کوئی ایسا ہے۔

ان عبارات میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ اولیاء اللہ کی موت عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتی ان پر موت واقع تو ہوتی ہے لیکن اپنے اثرات اس طرح نہیں چھوڑتی جس طرح عام آدمی اس سے متاثر ہوتا ہے۔

اللہ کے مقرب بندے ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جانا ان کے لئے موت ہے باقی خصوصیات بعینہ پہلے کی طرح موجود رہتی ہیں بلکہ ان میں پہلے سے بھی زیادہ قوت اور تیزی آ جاتی ہے۔

عبارت کے دوسرے حصے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے جس سے امت محمدیہ کا اعزاز و مرتبہ ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں ایسے جلیل القدر حضرات موجود ہیں جن میں سے ایک حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرماتے ہیں بلکہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے ان کا ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ اس واقعہ سے ثابت ہے۔

قارئین کرام ابتداء ہی سے حضرت موصوف کی علمی و روحانی شخصیت کے مختلف گوشے لوگوں پر واضح ہو چکے تھے اور پورے اہتمام کے ساتھ آپ سے فیض حاصل کیا جا رہا تھا جو کہ تا حال جاری ہے۔ یہ سلسلہ پہلے ظاہری طور پر تھا اور اب

باطنی طور پر جاری و ساری ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں فیضیابی کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔
حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان آپ ایک ہمہ جہت و ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے اللہ عزوجل نے انہیں
گوناگوں صفات سے متصف کر دیا تھا آپ مخلوق خدا کے درمیان ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھے۔

یہ ایک چشمہ فیض و عنایات تھا جو شب و روز جاری و ساری رہتا۔ آپ کی خدمت بابرکت سے کوئی خالی نہیں لوٹتا تھا۔
کسی کا تزکیہ نفس فرما رہے ہیں تو کسی کی اخلاقی تربیت کسی کو علم و عمل کا درس دیا جا رہا ہے تو کسی کی اصلاح باطن ہو رہی ہے۔
آپ کے پاس ظاہری و باطنی تسکین کا سامان ہر وقت موجود رہتا۔ دور و نزدیک سے آنے والے حضرات جب آپ کی
بارگاہ میں آتے تو طمانیت کی دولت سے مالا مال ہو کر جاتے۔ آپ حسن اخلاق کا مرقع تھے۔ ایک تبسم کی لکیر آپ کے
ہونٹوں پر ہر وقت دکھائی دیتی جو آپ سے ایک بار ملتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا ایک ہلکی سی مسکان آنے والے کی ساری تھکن
اتار دیتی۔

آپ کی ڈائری کے سرورق پر تواریخ کی ترتیب کچھ اس طرح ہے ۱۱ جنوری ۱۹۷۱ء، ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ بروز پیر
سلسلہ اویسیہ کے معروف بزرگ تشریف لاتے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ آج حضرت خواجہ محمد سلطان بالادین صاحب مدظلہ
العالی تشریف لائے۔

چونکہ جامعہ اویسیہ رضویہ کو آپ کے بانی و مہتمم ہونے کا شرف حاصل تھا اسی لئے یہ ادارہ مختلف شخصیات کی آماجگاہ
رہا ہے مثلاً باعمل عالم سرائیکی زبان کے مایہ ناز مقرر ولی کامل حضرت خورشید ملت جو آپ کے استاد گرامی تھے اکثر جلوہ فرما
ہوتے اسی طرح سیاسی و مذہبی معروف شخصیات میں سے غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ، قائد اہلسنت
حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں
تشریف لاتے دیگر اہلسنت کی سربراہ آوردہ شخصیات کا آنا جانا یہاں کا معمول رہا۔

آپ لکھتے ہیں کہ حسب دستور تعلیم و تصنیف میں مشغول رہا۔ ڈائری کے اسی صفحے پر ”منکرین حدیث“ کے عنوان
سے ایک حدیث شریف درج ہے

عن المقدم بن معديكرِب قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ عَسَى رَجُلٌ يُبْلَغُهُ
الْحَدِيثُ عَنِّي وَهُوَ مُتَكِنٌ أَذِيكَتُ فَيَقُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حِلَالٌ اسْتَحْلَلْنَاهُ
وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَمْنَاهُ وَإِنْ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا بھی ہوگا کہ کسی آدمی کے پاس میری حدیث پہنچے گی تو وہ کہے گا بس جی قرآن میں جو حلال ہے وہ ہمارے نزدیک حلال ہے اور جو قرآن نے حرام کی وہ ہمارے نزدیک حرام ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس طرح حرام نہیں کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد) (نحوذ باللہ من ذالک)

منکرین حدیث کے بارے میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے متنبہ فرما دیا کہ ایسا گروہ آئے گا جو میری حدیث سے روگردانی کرے گا۔ جس طرح آپ نے تاقیامت ہونے والے واقعات، حالات اور معاملات کے متعلق تفصیلاً ارشاد فرما دیا اسی طرح لوگوں کے نظریات، عقائد اور اعمال کے سلسلے میں بھی آگاہ فرما دیا۔

پھر دیکھا گیا کہ منکرین حدیث وجود میں آئے، پھلنے پھولنے لگے انہوں نے نہ صرف حدیث کا انکار کیا بلکہ بہت سی موضوع یعنی من گھڑت باتیں احادیث میں شامل کر دیں اور انہیں حدیث کا رنگ دینے کی کوشش کی لیکن اللہ عزوجل جو اس دین متین کا محافظ و نگہبان ہے اپنے حبیب ﷺ کے اقوال و اعمال اور فرامین کی محافظت کے لئے ماہرین حدیث اور محدثین عظام کی صورت میں ایک ایسی جماعت وضع فرمادی جس نے سرکار دو عالم ﷺ کی تمام حیات مبارکہ کو محفوظ کر لیا یونہی قیامت تک مختلف فتنے سراٹھاتے رہیں گے۔ قدرت کی طرف سے جن کی سرکوبی ہوتی رہے گی۔ اہل حق ہمیشہ غالب و صادق رہیں گے تمام مذاہب باطلہ کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ صرف نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی عقیدت و محبت رکھنے والے باقی رہیں گے۔

کثرہم اللہ تعالیٰ اجمعین آمین بجاہ سید المرسلین

حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بیک وقت کئی محاذوں پر کام کیا اور حوصلہ شکن آزمائشوں میں بھی نبرد آزما رہے۔ نصرت غیبی کا دامن تھامے ہوئے نہایت استقامت سے کام کیا۔ تدریس و تعلیم تصنیف و تالیف، تقریر و تبلیغ، وعظ و نصیحت، شریعت و طریقت اور علوم و فنون ہر میدان میں اپنی قابلیت و انفرادیت کا سکھ منوایا۔ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف تو ان کے شب و روز کا معمول تھا۔

یہ ۱۷ء کی بات ہے جب ۱۲ جنوری کا سورج طلوع ہوا ذیقعد کی ۱۳ اور سن ہجری ۱۳۹۰ھ اور منگل کا دن تھا۔ حضرت نے آج کے معمولات ڈائری میں درج فرمائے۔ آج درس و تدریس میں مصروف رہا۔ اس عبارت کے بعد آپ توحید اور شرک کی معروف شرعی اصطلاحات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ توحید کے نشہ میں دوسروں کو مشرک بنانے کے استاد ہیں اور اپنا یہ حال ہے اس کیفیت کو شاعر نے یوں بیان کیا

زبان پہ آیت ایاک نستعین بھی رہی

صنم کے پاؤں پہ لیکن جھکی جبیں بھی رہی

یہ آیت بھی زبان پر جاری رہی اور تھانے کے چکر بھی کاتے رہے

کہتے تو ہیں یہی کوئی حاجت روا نہیں

ہے ان میں کوئی جو کبھی تھانے گیا نہیں

داتا کے پاس نہیں گیا تھانے میں تو گیا

تو گر برا نہیں ہے تو میں بھی برا نہیں

شاعر نے بعض توحید کے علمبرداروں کے عقیدے اور عمل کے تضاد کو خوبصورت انداز میں نظم کیا ہے۔ ہم اپنی عملی زندگی پر نظر ڈالیں تو ہماری ہر ضرورت اور حاجت کسی نہ کسی مادی ذریعے اور وسیلے سے پوری ہو رہی ہے یہ عالم اسباب ہے اللہ عزوجل نے مکتوبی امور کی تکمیل کے لئے ایک نظام مرتب فرما دیا ہے یہ نظام مختلف محرکات کے مرہون منت اور ان محرکات کے پس پردہ صرف ایک طاقت اور قوت کا فرما ہے وہ میشت ایزدی ہے۔ لیکن ظاہری طور پر تمام امور کسی نہ کسی وساطت اور وسیلے سے ہو رہے ہیں۔ حقیقی حاجت روا اور مشکل کشا اللہ کریم جل شانہ کی ہی ذات اقدس ہے لیکن مجازاً یہ کام اس کے بندے بھی کر رہے ہیں۔ مثلاً اذا مرضت فهو يشفين جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ اب اس شفاء کے حصول کے لئے ایک مریض مختلف ذرائع اختیار کرتا ہے وہ ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے ان کی ہدایت کے مطابق ادویات استعمال کرتا ہے بہت سی کھانے پینے کی اشیاء سے پرہیز کرتا ہے۔ حکیموں اور طبیبوں کے پاس حاضر ہوتا ہے ایسے ہی مختلف ٹونے، ٹونکے بھی استعمال کرتا ہے تاکہ وہ صحت یاب ہو جائے حالانکہ اس کا یہ یقین اور ایمان ہے کہ شفاء من جانب اللہ ہے لیکن اس حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے مختلف لوگوں کے پاس جاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ مشکل کشا اور حاجت روا اللہ عزوجل بھی ہے اور اس کی مخلوق بھی۔

شفاء دینے والا بھی وہی بیماری بھی اسی کی طرف سے ہوتی ہے صحت اور تندرستی بھی اسی ہی کے حکم سے ملتی ہے لیکن نظام کائنات کو چلانے کے لئے اس نے ایک دوسرے کا محتاج بنا دیا ہے۔ شاعر نے اسی بات کا اظہار کیا ہے

کہ زبان پہ ایاک نعبدو ایاک نستعین ہے

کہ اے اللہ عزوجل ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں جب کوئی تھوڑی سی بھی مشکل پیش آتی ہے تو عملاً اغیار کے در پر گردن جھکا لیتے یہی بہت سے توحید کے دعویدار اس دورنگی کا شکار ہیں۔

راقم الحروف (حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ) کی آپ بیتی کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس میں دلچسپی بھی ہے اور تحیر بھی ہر

سال آپ کا معمول تھا کہ ماہ رمضان المبارک میں اعتکاف کی سعادت مسجد نبوی شریف میں حاصل کرتے تو آپ کے بہت سے عقیدتمند دوران اعتکاف آپ کی صحبت یا برکت سے فیض ہونے آتے۔

صاحبزادہ محمد فیاض احمد ایسی صاحب جو جامعہ اویسیہ رضویہ کے ناظم اعلیٰ اور حضرت کے جگر گوشہ اور خلیفہ مجاز ہیں اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں کہ ایک مرتبہ اعتکاف کے دوران حضرت کے ایک معتقد نے آپ کی دست بوسی کی مسجد نبوی میں ستونوں پر نصب کیمرے کی آنکھ سے یہ منظر متعلقہ اہلکار تک پہنچا دیا۔ شرطوں نے فوری کارروائی کرتے ہوئے حضرت کو اور ہاتھ چومنے والے کو مسجد نبوی شریف میں موجود عدالت میں لے گئے۔ مسند عدالت پر برہمان جج نے آپ سے اور آپ کے مرید سے اظہار عقیدت کے اس انداز کو گویا بدعت اور غیر اسلامی فعل سے تعبیر کرتے ہوئے اس کی توجیہ دریافت کی حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کو اس عمل پر اکسایا نہیں کہ وہ میرے ہاتھ چومے یہ اس کا ذاتی فعل ہے جب قاضی اس سے متوجہ ہوا تو اس نے جواباً اپنا پاسپورٹ پیش کر دیا اس شخص کا تعلق امریکہ سے تھا اور پاسپورٹ پر بھی (ظاہر ہے) امریکہ کی مہر تھی جب قاضی عدالت اور اس کے کارندوں نے امریکہ گورنمنٹ کی نسبت دیکھی تو ان کا عقیدہ توحید پانی میں نمک کی طرح گھلنے لگا اور وہ بغلیں جھانکنے لگے معذرت خواہانہ لہجے میں بولے آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔ یہ ہے کعبہ کے موجودہ نگہبانوں کا معیار توحید کیا۔ خوب کہا اقبال مرحوم نے۔

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل؟ دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

شاعر مزید کہتا ہے کہ یہ کیسی توحید ہے کہ جب قانون کی گرفت میں آئے تو اللہ عز و جل کو نہ پکارا نہ ہی اس ذات پر توکل کرتے ہوئے اس کے بارگاہ میں پہنچے بلکہ ان موحدوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے تھانے کے چکر نہ کاٹے ہوں شاعر کہتا ہے کہ اگر میں داتا کے پاس گیا تو یہی کام کرتے ہوئے تھانے میں گیا۔ اگر تو تھانے میں جا کر برا نہیں تو میں بھی داتا کے پاس جا کر برا نہ ہوا۔

سایہ نہ تھا: ڈائری کے اسی صفحہ کے مندرجات میں سے ”سایہ نہ تھا“ جلی قلم سے لکھا ہوا ہے اس میں حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات میں سے ایک اقتباس مسطور ہے ملاحظہ کریں

اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سایہ نہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف تر از وہ در عالم بناشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔

(دفتر سوم مکتوب ص ۱۰۰، مجدد الف ثانی قدس سرہ)

سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا کیونکہ ہر شخص کا سایہ اس کے وجود سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب کہ

آپ کے جسم مبارک سے زیادہ لطیف دنیا میں کوئی شے نہیں تو پھر آپ کے جسم اطہر کا سایہ کیسے؟
معتبر و مستند کتب سے بالاستنباط ثابت ہے کہ سید المرسلین رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیکر ضوفاں کا سایہ نہ تھا۔

یہ اصول ہے کہ سایہ اور عکس ہمیشہ ٹھوس اور مادی اجسام کا ہوتا ہے سورج کا جسم تو ہے لیکن سایہ نہیں اسی طرح چاند کا وجود تو ہے لیکن اس کا عکس نہیں جب کہ ان دو روشنی کے مصادر کو یہ نورانیت باعث تخلیق کائنات کے صدقے میں ملی ہے تو اصل اپنی فرع سے کتنا اکمل و اتم ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

یہ عالم رنگ و بو متنوعات و متلونات سے بھرا ہوا ہے صفحات دہر پر فطرت نے کیسے کیسے نقوش مزین کر دیئے کہ دیکھنے والی آنکھ اور سوچنے والا دل ایک خوشگوار حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ دل بے اختیار پکاراٹھتا ہے
فتبرک اللہ احسن الخالقین

اور زبان بے ساختہ گویا ہوتی ہے

لہ الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

اس خالق لم یزل کی تخلیقات کے شہکار لا محدود بے شمار ہیں۔ مگر اس کی حسن تخلیق کا ممتاز و منفرد مرقع انسان ہے اور پھر انہی انسانوں میں مدارج و مراتب ہیں انبیاء و رسول نفوس قدسیہ میں سے اس کے مقرب ترین بندے ہیں اور ہمارے آقا و مولا جو کہ سید الاولین و آخرین ﷺ ہیں اللہ عز و جل کے محبوب مطلوب اور مقصود ہیں پھر آپ کی امت میں سے علماء ربانین ہیں جن کی سب سے بڑی فضیلت و رشا انبیاء کا محافظ و امین ہونا ہے۔ (جاری ہے)